سوال

ھنا لکھنا (38)

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

، ہیں؟ آیا جائزہ یا نہیں؟ اس سلسلے میں راجح اور فیصلہ کن رائے کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مثلا علیہ ... بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں کیونکہ شرعی احکام اس طرح کی ضعیف اور موضوع احادیث سے ثابت نہیں ہوتے۔

ہے 'اس سلسلے میں جواز اور عدم جواز دونوں طرح کی احادیث ثابت نہیں ہوتے۔

ں جواز اور عدم جواز دونوں طرح کی احادیث قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

واز کے دلائل کا تنقیدی جائزہ

ں کتاب "المستدرک" اور امام بیہقی نے اپنی کتاب "شعب الایمان" میں روایت کی ہیں۔ ابن حبان کے الفاظ ہیں۔

للہ صلی اللہ علیہ وسلم "لاتسکنوہن الغرف ولاتعلموہن الکتابة وعلموہن المغزل وسورة النور"

م نے فرمایا۔ عورتوں کو محلوں میں مت رکھو۔ لکھنا مت سکھاؤ۔ سوت کاتنے اور سورہ نور کی تعلیم دو۔

اس حدیث کے رواة پر محدثین نے بہت کچھ کلام کیا ہے۔ اس کے ایک راوی محمد بن ابراہیم شامی کو امام ذہبی نے اپنی کتاب "میزان" میں منکر حدیث، واضع حدیث۔ اورامام دارقطنی نے کذاب لکھا ہے، علامہ ابن حدی نے ان کی عام حدیثوں کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ امام ابن جوزی نے اپنی کتاب "میں انھیں منکر حدیث لکھا ہے،

ں لکھا ہے۔ ابوحاتم اور امام نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور ابن عدی نے تحریر کیا ہے کہ اس عام حدیثیں محفوظ نہیں۔

۔ بلکہ حافظ ابن حجر اپنی "کاشف" و "میزان" میں صرف جرح کے کلمات نقل کرتے ہیں۔ اس لیے یہ علامہ خزرجی کا وہم ہے۔ ان سے اس قسم کے وہم کا صدور متعدد مقامات پر مذکورہ کتاب میں ہوا۔

ے

میں جرح وتعدیل دونوں موجود ہوں تو جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ کیوں کہ معدل (توثیق کرنے والا محدث) راوی کے ظاہری حالات کی خبر دیتا ہے۔ جب کہ جارح (راوی کو مجروح بتانے والا محدث) راوی کے ان پوشیدہ حالات کی نشاندہی بھی کردیتا ہے جس کی خبر معدل کو نہیں ہوتی۔ اگر معدلین کی

ں کے الفاظ استعمال کیے ہیں اس کی حدیث ناقابل اعتبار ہوگی اور احاطہ تحریر میں نہیں لائی جائے گی۔

ح

مفصل کے ساتھ خاص مانا جائے۔

بر دیتا ہے۔ جبکہ جارح راوی کے مخفی حالات کی بھی نشان دہی کرتا ہے۔ علامہ بقاعی نے "شرح الفیة" کے حاشیہ پر تحریر کیا ہے کہ جارح نے اگر جرح کے اسباب کی تعیین کردی تو معدل کی تعدیل خود بخود باطل ہوگئی

ر میں عبدالوہاب بن ضحاک ہیں۔ جن پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ حافظ ذہبی نے اپنی کتاب "میزان" میں تحریر کیا ہے کہ ابوحاتم نے عبدالوہاب بن ضحاک کو کذاب۔ امام نسائی۔ دارقطنی اور دوسرے ائمہ حدیث نے متروک الحدیث نیز دارقطنی نے منکر حدیث کہا ہے۔

عبداللہ بن ضحاک متروک الحدیث ہے امام بخاری نے اسے عیب وغریب حدیث بیان کرنے والا لکھا ہے۔ اور ابن حبان نے حدیث وضع کرنے والا لکھا ہے۔ اور ابن حبان نے حدیث وضع کرنے والا بتایا ہے۔

ردیا ہے اس کی سند میں بھی محمد بن ابراہیم شامی آتے ہیں جن پر کلام گذرچکا ہے۔ ابن حبان نے اپنی کتاب "ضعفاء" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

، انساؤکم الکتابة ولاتسکنوہن العلالی خیر لہو امراة المغزل وخیر لہو الرجل السیاحة

ت کاتنا اور مرد کے لیے بہترین تفریح سیر وسیاحت ہے۔

ہے، صاحب "کامل" نے لکھا ہے کہ وہ ثقہ راویوں سے باطل حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ ابن جوزی نے بھی "علل متناھیة" اور صاحب "کشف الاحوال" نے اپنی کتاب میں صاحب "کلام" کے مذکورہ قول کی تائید کی ہے۔

یث ضعیف اور معمول ہیں۔ ایک بھی قابل استدلال نہیں۔

ں کے جواز کے دلائل

بل 'نسائی اور طبرانی نے روایت کی ہیں سنن ابی داؤد میں ہے ۔

بْدِاللّٰہِ، قَالَتْ : دَخَلَ عَلَیَّ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَۃَ فَقَالَ لِی : «أَلَا تُعَلِّمِینَ ہٰذِہِ رُقْیَۃَ النَّمْلَۃِ کَمَا عَلَّمْتِیہَا الْکِتَابَۃَ»

ہوک کی تعلیم حضرت حفصہ کو تم کیوں نہیں دیتی جیسا کہ تم نے اس کو خط وکتابت کی تعلیم دی ہے ۔

ہ چیونٹیاں رینگ رہی ہیں اور کاٹ رہی ہیں ۔ اس لے دوسرے معانی بھی بیان کیے گیے ہیں لیکن یہی معنی صحیح اور درست ہے ۔

، انھیں ثقہ قرار دیا ہے ۔ عقیلی نے منکر الحدیثیں بیان کرنے والا کہہ کر یہ قول یحی بن معین کی طرف منسوب کیا ہے ۔

ہ ۔ مزید برآں یہ کہ منکر حدیثیں بیان کرنے اور منکر الحدیث ہونے کے درمیان فرق ہے ۔ جس کی تفصیل میں ذیل درج ہے ۔

، نزدیک متروک ۔ ساقط ۔ فاحش ۔ الغلط منکر الحدیث کے الفاظ "لیس بقوی" اور "فیہ مقال" کے الفاظ سے زیادہ سخت ہیں ۔

یث کی روایت کی ہو ۔ امام ذہبی نے محدثین کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ کسی راوی کے بارے میں لفظ منکر کا اطلاق اس کی تمام تر مرویات کو منکر نہیں بناتی بلکہ اس کی مرویات کا بعض حصہ اس کی زد میں آتا ہے ۔

سے ثقہ قرار دیا ۔ پھر امام حاکم نے عرض کیا کہ ان کے پاس تو منکر احادیث موجود ہیں ، توانہوں نے ضعیف راویوں سے کی ہے ۔ اگرچہ وہ بذات خود ثقہ ہیں ۔

علامہ ابن دقیق العبد نے اپنی کتاب "شرح الامام" میں تحریر کیا ہے کہ محدثین جب کسی راوی کے بارے میں یہ کہیں کہ اس کے پاس "مناکیر" (منکر الحدیثیں) ہیں صرف اس بنیاد پر اس راوی سے ترک روایت کرنا مناسب نہیں ۔ لیکن جب اس کے پاس مناکیر کی کثرت ہوجاوے حتی کہ اس کے بارے
ہے ۔

مرویات قرار دیا ہے حالانکہ امام بخاری و مسلم نے ان کی مرویات کو بطور حجت پیش کیا ہے ۔

ر بن یعقوب جیسے ثقہ راوی نے کی ہے جن کی روایت امام نسائی کی کتاب "السنن الکبری" میں موجود ہے ۔ اس کا ذکر آئندہ آئے گا ۔

یحی بن معین نے ثقہ بتایا ہے ۔ "خلاصہ" اور "اسماء الرجال" کی دوسری کتابوں میں بھی ان کی توثیق موجود ہے ۔

، سے روایت کی ہے ۔ یحی بن معین اور ابوداود نے ان کی توثیق کی ہے "میزان" میں مرقوم ہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے ۔ صرف ابومسہر نے ان کی تضعیف کی ہے ۔

ی

نہیں لہذا ابومسہر کا انھیں بغیر کسی دلیل کے ضعیف قرار دینا محدثین کرام کے نزدیک قابل توجہ نہیں ۔

دثین نے ثقہ کہا ہے ، امام سیوطی کی کتاب "اسعاف المبطا" اور اسماء الرجال" کی دوسری کتابوں میں بھی ان کی توثیق موجود ہے ،

کے ماہر ہیں جسا کہ "تقریب" میں مرقوم ہے ۔ اور "خلاصہ" میں ہے کہ امام زہری نے انھیں علمائے قریش میں شمار کیا ہے ۔

نے اپنی کتاب "تحفۃ الاشراف" میں ان کا شجرہ نسب بیان کیا ہے ۔ جس کا سلسلہ عبد شمس سے جاملتا ہے ۔ یہ سلیمان بن ابی حثمہ کی ماں ہیں ۔ احمد بن صالح نے تحریر کیا ہے کہ ان کا نام لیلی ہے ۔ شفا لقب ہے جو اصل نام پر غالب آگیا ،

حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب "اصابہ" میں تحریر کیا ہے کہ "شفاء بنت عبداللہ نے ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا ۔ شروع ہی میں ہجرت کی ۔ نبی کریم ﷺ سے بیعت ہوئیں بڑی عاقلہ اور فاضلہ تھیں ۔ نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاکر قیلولہ فرماتے تھے ، اس لیے انھوں نے آپ ﷺ کے لیے
فراز فرماتے تھے ۔

وت فرمایا ہے ، امام شوکانی نے اپنی کتاب "نیل الاوطار" میں لکھا ہے کہ امام ابوداؤد اور منذری نے اس حدیث کو روایت کرکے سکوت فرمایا ہے اور اس حدیث کے تمام راوی درست اور ابراہیم بن مہدی ثقہ ہیں ،

، "میں لکھا ہے کہ امام ابوداؤد اور حاکم نے اس حدیث کو روایت کرکے صحیح قرار دیا ہے ۔

، دوسری سند سے یہ حدیث نقل کی ہے ۔ حافظ مزی نے اپنی کتاب تحفۃ الاشراف "اور امام شوکانی نے اپنی کتاب "نیل الاوطار" میں یہ حدیث درج کرتے ہوئے نسائی کا حوالہ دیا ہے ۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن یعقوب مشہور حافظ حدیث جوزجانی ہیں امام نسائی نے انھیں ثقہ بتایا ہے ، دار قطنی نے کہا ہے کہ "وہ حفاظ مصنفین میں سے ہیں" اور کہا جاتا ہے کہ وہ ناصبی تھے ۔ جب ان کا قیام دمشق میں تھا تو امام احمد ان سے مراسلت کرتے تھے ۔ اور ان کی بہت عزت کر۔
موجود ہے جن کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے ۔

ن المدینی کے علاوہ کسی کے سامنے کم تر محسوس نہیں کیا 'ان کے استاد ابن عیینہ نے عرض کیا" جتنا وہ میرے علم سے مستفید ہوتے ہیں اس سے زیادہ میں ان کے علم سے مستفید ہوتا ہوں ۔ اور امام نسائی نے فرمایا "گویا اللہ تعالیٰ نے انھیں علم حدیث کی خدمت ہی کے لیے پیدا کیا ہے ۔

ین یحی بن معین نے انھیں ثقہ کہا ہے "خلاصہ" اور اسماء الرجال" کی دوسری کتابوں میں ایسا ہی مرقوم ہے ۔

سے کوئی بعید نہیں کہ اس صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے موضوع و باطل حدیث استدلال کرے ۔ منکرین حق کا ہمیشہ یہی شیوہ دیا ہے ۔ انا للہ وانا الیہ رجعون

ں علماء کرام کے اقوال کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ مسئلہ کی مزید وضاحت ہوسکے ۔

پڑھنا سکھانے کے بلاکراہت جواز پر دلالت کرتی ہے ،

لہ یہ حدیث عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے جواز کی دلیل ہے ۔

واضح دلیل ہے اور اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اثر سے ہوتی ہے جسے امام بخاری بے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں نقل کیا ہے ۔

ء بِنْتُ طَلْحَةَ قَالَتْ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ وَأَنَا فِي حَجْرِهَا وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهَا مِنْ كُلِّ مِصْرٍ فَكَانَ الشُّيُوخُ يَنْتَابُونِي لِمَكَانِي مِنْهَا وَكَانَ الشَّبَابُ يَتَأَخَّوْنِي فَيُهْدُونَ إِلَيَّ وَيَكْتُبُونَ إِلَيَّ مِنَ الْأَمْصَارِ فَأَقُولُ لِعَائِشَةَ يَا خَالَةُ هَذَا كِتَابُ فُلَانٍ وَهَدِيَّتُهُ فَتَقُولُ لِي عَائِشَةُ : أَيْ بُنَيَّةُ فَأَجِيبِيهِ

ر ملک سے خط لکھتے ۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی : خالہ جان ! یہ خط اور ہدیہ فلاں نے بھیجا ہے ۔ تو آپ رضی اللہ عنہا مجھ سے فرماتیں ۔ انھیں جواب لکھو اور ساتھ ہی ہدیہ کے بدلے میں بھی کچھ روانہ کرو ، اگر تمہارے پاس نہ ہو تو میں دے دوں گی ۔ چنانچہ وہ کچھ دے دیا کرتی تھیں ۔

ل

ں 90 سال کی عمر میں 13 محرم 574ھبروزاتوار عصر کے بعد ہوئی اور بغداد کے باب "ابرز" میں مدفون ہوئیں۔

ں 400ھ میں کنوارے پن کی حالت میں وفات پائی۔

م الطیب کی بھتیجی تھیں۔ اگر کہا جائے کہ شعر گوئی میں اپنے چچا سے آگے تھیں تو غلط نہ ہوگا۔

ز پر ایک واضح دلیل ہے۔ عہد رسول عہد صحابہ اوراس کے بعد بھی عورتوں کی تعلیم کا برابر رواج رہا ہے۔ اس کے برعکس عدم جواز کی تمام احادیث موضوع اور باطل ہیں۔ استدلال کے قابل نہیں۔

دنی طالب علم بھی اس سے واقف ہے، ان کی تصحیح دوسرے محدثین کی موافقت کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتی۔

ر کی تصدیق کرسکتا ہے۔ رہی شفاء کی حدیث تو وہ صحیح اور ثابت ہے۔ ایک متعصب اور جھگڑالو ہی اس حدیث کی سند پر جرح کرے گا۔ جب کہ اس کے رواۃ بخاری و مسلم کے رواۃ اور ثقہ ومعتبر ہیں۔

فظ منذری نے سکوت اختیار کیا ہے۔ لیکن ان دونوں اماموں کا سکوت اس حدیث کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

و

روایت پر نقد کرنے کا التزام کیا ہے۔ اسی نادر خصوصیت کی بناء پر ان کی تفسیر دوسری تفاسیر سے ممتاز ہے، امام بغوی نے شفاء کی حدیث بعینہ اسی سند سے اپنی تفسیر میں بیان کی ہے۔ جس کے رواۃ پر کافی حد تک کلام ہوچکا ہے۔ پس ایک طالب حق کے نزدیک اس قسم کی حدیث قابل حجت نہیں ہوسکے

طی اور خازن جیسے مفسرین کرام اگر عدم جواز کی حدیث اپنی تفاسیر میں بیان کرکے اس کی صحت پر کلام کرتے تو قابل حجت اور قابل اعتبار ہوسکتی تھی۔

، موجودہ زمانہ میں فتنہ وفساد کا بازار گرم ہے۔ نیز بعض شارحین حدیث نے اس حدیث کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص کرکے دلیل میں قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی ہے۔ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ

! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

کے تحت تحریر کیا ہے کہ اس حدیث سے عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن دوسری حدیث عدم جواز کی بھی آتی ہے اور جواز کی حدیث سے مقدم ہے۔

یث کو عام عورتوں پر محمول کیا ہے، اس لیے کہ فتنہ وفساد کا بازار گرم ہے۔ لیکن امہات المومنین کی ذات عالیہ اس قسم کے تصورات سے بالاتر ہے۔

نصہ کے ساتھ خاص کیا ہے تو کسی نے زمانہ کی تقدیم وتاخیر کا سہارا لیا ہے تو کسی نے فتنہ وفساد کا دروازہ کھل جانے کا۔

، نہ ہر آدمی کہنا شروع کردے کہ فلاں حکم فلاں کے ساتھ خاص ہے۔ ہم اس حکم کے مکلف نہیں۔ اس طرح شریعت کے احکام بچوں کے گھروندے بن کر رہ جائیں گے۔

احتمال ترجیح بلامرجح ہے ت۔ اس لیے کہ امت اسلامیہ کا ہر فرد حرام اور جائز وناجائز کے احکام میں برابر کا شریک ہے۔ الایہ کہ شارع علیہ السلام کی طرف سے کسی قسم کی تخصیص موجود ہو۔

ں بھی یہ احتمال موجود تھا۔ قرآن مجید کی یہ آیت اس پر واضح دلیل ہے۔ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ٢٤... سورة الحجر

بعد کے آنے والے والے بھی ہماری نگاہ میں ہیں۔

بہ ہی دلانا جائز ہے، رہی چھوٹی نابالغ بچیاں تو ان کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ان کے اولیاء کے اختیار اور حسن تدبیر پر موقوف ہے۔

السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔ اگر فتنہ وفساد واقع بھی ہو تو اس کا تعلق خارجی امور سے ہوگا نہ کہ نفس تعلیم سے۔

الانوار "نقل کیا ہے طیبی نے لکھا ہے [illegible] نملہ ایک طرح کا پھوڑا ہے جو جھاڑ پھونک کے ذریعہ خدا کے حکم سے اچھا ہوجاتا ہے۔

ضرت حفصہ نے آپ ﷺ کا راز فاش کردیا تھا۔ اور "علمتیھا" کی "یا" اشباع کی ہے، کیوں کہ دوسری حدیثوں میں آپ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا ہے پھر کیسے اس کی تعلیم کا حکم دے سکتے ہیں۔

ر تم حضرت حفصہ کے شوہر کی نافرمانی سے بچنے کی تعلیم کیوں نہیں دیتی جیساکہ تم نے اس اس کو کتابت کے نقصان کی تعلیم دی ہے۔ پہلے احتمال کی بنیاد پر دونوں جملہ کی نفی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ مروج جھاڑ پھونک اصحاب توکل کے حال کے منافی ہے۔

ں حدیث سے لاعلمی اور طرق حدیث سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

لے سے "رقیۃ النملہ" کی حدیث ایک دوسری سند نقل کی ہے جو حضرت حفصہ سے مروی ہے۔

ت ترقی من النملۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمہا حفصۃ'

علاج جھاڑ پھونک سے کرتی تھی تو نبی ﷺ نے فرمایا "حفصہ کو بھی اس کی تعلیم دو"

ا ترجمہ اختصار کے طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ تاویل کی تردید کی مزید وضاحت ہوسکے۔

کے رسول! میں زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتی تھی۔ آپ ﷺ کو اس کے بارے میں کچھ بتلانا چاہتی ہوں۔ آپ نے اس کی اجازت دے دی تو انھوں نے اس سلسلہ میں آپ کو کچھ بتلایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا "جھاڑ پھونک کرو اور حفصہ کو بھی اس کی تعلیم دو۔"

اتین کی تعلیم کے جواز میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

ص300

محدث فتویٰ